کتاب نما

سیرت البم : مرتبہ شاہ مصباح الدین شکیل۔ ناشر: پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لیمٹڈ، داؤد سنٹر، مولوی تمیزالدین خاں روڈ، پوسٹ بکس نمبر ۳۹۸۳، کراچی۔ صفحات ۱۲۰۔ قیمت درج نہیں۔

پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لیمٹڈ نے پاکستان کی خدمت نہ صرف مادی پہلو سے تیل (پٹرول) کے ذریعے کی بلکہ روحانی و ایمانی پہلو سے بھی سیرتِ پاکؐ پر شاندار کام کر کے لازوال خدمت انجام دی۔ ادھر تیل تھا اور ادھر تیلِ کی دھار۔ اس کمپنی نے سودوزیاں کے چکر سے بالاتر ہو کر یہ مقامِ سعادت حاصل کیا۔ کاش دوسرے سرکاری اور غیر سرکاری کاروباری ادارے بھی ایسی خدمات سے پاکستان اور دنیا کو مالامال کر دیں۔

یہ کام جو سیرتِ احمدِ مجتبیٰ ۲ جلد سے شروع ہو کر اسی کے تعلق سے سیرت البم تک پھیلا ہوا ہے، شاید اس شان سے تکمیل نہ پاتا، اگر شاہ مصباح الدین شکیل جیسی شخصیت تیل کے سمندر سے سورج کی طرح طلوع نہ ہوتی۔ سچ کہتا ہوں کہ میں جن کاموں سے متاثر ہوا ہوں ان میں سے ایک یہ البم ہے، اور جس شخص کو میں محبت و احترام کے قابل سمجھتا ہوں، وہ شاہ مصباح الدین شکیل ہیں۔ ان کی تحقیق، ان کی تحریر اور ان کا حسنِ ترتیب، سامانِ کششِ دل ہے۔

میاں محمد فرید مینجنگ ڈائریکٹر پی، ایس، او کے لکھے ہوئے پیش لفظ کی دو چار سطروں میں اس البم کی ماہیت اور اس کے لیے سعی و جہد کا جامع بیان ہے :

> پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی کو اللہ تعالیٰ نے دونوں نعمتوں سے نوازا ہے جن کا کچھ حصہ اسلامی تعلیمات کی ترویج، رفاہی کاموں اور ملک کی ہمہ جہتی ترقی کی مساعی پر صَرف کیا جاتا ہے۔ سیرت البم بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ ۱۹۷۹ سے کی جانے والی منظم اور مفصل کوششوں کا حاصل ہے۔ اس کے مولف نے ساڑھے چار مہینے حجاز مقدس میں گزارے اور سیرتِ طیبہ کے اہم تاریخی مقامات مکہ، مدینہ، طائف، بدر، احد، حدیبیہ، الحساء، خیبر، مدائن صالح وغیرہ کا بہ چشمِ خود مشاہدہ کیا۔ ان سے متعلق معلومات

حاصل کیں۔ ان مقامات کو تصویروں میں محفوظ کیا۔ اس کے علاوہ نادر تصاویر جمع کیں۔ خلیج کے اس کنارے دہران سے بحیرۂ احمر کے دوسرے ساحل جدہ تک اور اندرون حجاز ۵ ہزار میل کا سفر کیا۔ علما' اساتذہ اور عوام سے ملاقاتیں کیں۔ پھر سیرت البم ترتیب دیا۔ اس میں تحریروں اور تصویروں کا ایک خوبصورت امتزاج ہے جس سے سیرتِ طیبہ کے اکثر گوشے خودبخود روشن ہوتے چلے جاتے ہیں۔ . . . اس پر حکومت نے شاہ مصباح الدین شکیل کو ایوارڈ سے نوازا۔

اور حقیقی جزا تو وہ ہو گی جو دربارِ الٰہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ملے گی۔ میں اگر اس کتاب کا مختصر تعارفی تبصرہ لکھتا تو اس سے بہتر اور کیا لکھتا۔ کتاب میں سیرت سے متعلق ہر مقام اور موقع کی رنگین تصاویر شامل ہیں' اور چند ایک نقشے بھی۔ کاغذ دبیز' چکنا اور طباعت خوش نما ہے۔

ملک کے صحافی' وکلا' پروفیسر' جج اور اصحابِ عسکر کے علاوہ نوجوان طلبہ و طالبات اور دیگر فارغ التحصیل افراد اسے ضرور پڑھیں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں اور پبلک و پرائیویٹ لائبریریوں میں یہ موجود ہو۔ خاص طور پر دینی مدارس اور علمی و تحقیق ادارے نور کی اس ندی سے جام و خم بھریں۔ ساتھ ہی اس ادارے کی شائع کردہ کتبِ سیرت کی طرف بھی توجہ کی جائے۔ خدا تعالیٰ مولف و مرتب اور ناشر ادارے اور اس کے افسروں کو جزائے موفور عطا فرمائے۔ آمین۔

(نعیم صدیقی)

سیرتِ حضرت ابوھریرہؓ: از طالب ہاشمی۔ ناشر: حرا پبلی کیشنز' اردو بازار' لاہور۔ قیمت ۸۴ روپے۔

جناب طالب الہاشمی کی ذات تو اب اپنے کارناموں اور خدمات کی وجہ سے محتاجِ تعارف نہیں۔ انھوں نے تصنیف کے لیے ایک ایسا مبارک میدانِ کار پسند کیا' جس میں کچھ کام تو ہو چکا تھا' مگر بھرپور خدمت کی سعادت طالب صاحب کو ملی۔ وہ مصنفین و مولفین کی معاصرانہ صف میں ایک بلند مقام پا گئے' جو ان کے لیے حسنتہ" فی الآخرۃ کی بشارت دیتا ہے۔

کیا سعادت ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ جماعتِ صحابہؓ کو جس نے اسلامی نظامِ حکومت و معیشت اور اسلامی تہذیب کو عملاً قرآن اور رسولؐ کی تعلیمات کے عین مطابق چلا کر دکھا دیا' اور بعد والوں کے لیے ان میں ہر فرد انسانی زندگی کا ایک معیاری نمونہ قرار پایا' طالب

ہاشمی صاحب نے ان ہستیوں کے حیرت انگیز کردار ہمارے سامنے تصویر بنا کر رکھ دیے ہیں۔

ان کی تازہ تر تالیف "سیرتِ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ" ہے۔ اس کتاب میں حضرت ابوہریرہؓ کے مجموعی حالات کے فریم میں ان کی حدیث کی خدمات کا خاص تذکرہ کیا ہے۔ قریباً ڈیڑھ سو روایات کا تذکرہ ہوا ہے۔ علاوہ بریں جناب ابوہریرہؓ کے متعلق شبہات و اعتراضات اٹھانے والوں کے خیالات کی تردید کی ہے۔

جناب ابوہریرہؓ کا دورِ صفّہ' والہانہ محبتِ رسولؐ' عمرۃ القضا' حجِ اکبر اور حجتہ الوداع میں شرکت۔ پھر غزوات اور جہاد میں موصوف کا حصہ' امارتِ بحرین' امارتِ مدینہ' مسندِ قضا پر' خاصے اہم امور ہیں۔

۵۸ ہجری کے رمضان میں حضرت ابوہریرہؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ حضرت ابو سلمہؓ بن عبد الرحمان عیادت کے لیے آئے تو ان کی صحت کی دعا کی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: "اے اللہ! اب مجھے دنیا میں نہ لوٹا"۔ پھر ابو سلمہؓ سے کہا کہ "وہ زمانہ دور نہیں جب لوگ موت کو سرخ سونے کے ذخیرے سے زیادہ محبوب سمجھیں گے۔ تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ جب آدمی کسی مسلمان کی قبر سے گزرے گا تو تمنا کرے گا کہ اے کاش! بجائے اس کے میں اس قبر میں دفن ہوتا"۔ اب تو بڑے بڑے دینی رہنماؤں کو بھی ایسا احساس نہ ہوتا ہو گا' چاہے ان کے اور زمانے کے حالات بدتر ہوں۔

(نعیم صدیقی)

بہار کے پہلے پھول: از جیلانی بی اے۔ مرتبین: محمد نواز منہاس' عباس اختر اعوان۔ ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور۔ صفحات ۳۰۴۔ قیمت ۱۲۰ روپے۔

جیلانی بی اے مرحوم بنیادی طور پر ایک ادیب اور افسانہ نگار تھے۔ اگر وہ افسانہ نگاری سے ہاتھ نہ کھینچ لیتے تو ان کا شمار اردو کے چوٹی کے افسانہ نگاروں میں ہوتا' مگر انھوں نے (خدا جانے کیوں؟) کوچہ ادب کو خیرباد کہا اور خود کو "چودھری غلام جیلانی" تک محدود کر لیا۔ تاہم (غنیمت ہے کہ) قلم و قرطاس سے ان کا تعلق' صحافت کے حوالے سے تادم زیست قائم رہا۔ اس عرصے میں انھوں نے جو کچھ لکھا' اگرچہ وہ ان کی صحافتی ضرورت تھی مگر ان مختلف النوع تحریروں میں بھی سفرناموں' شخصی خاکوں' انشائیوں' افسانوں اور رپورتاژ کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ ان کی یہ تحریریں احساس دلاتی ہیں کہ وہ ایک بڑے ادیب ہیں۔

زیر نظر مجموعہ 'شخصیات پر ان کے چھوٹے بڑے ساٹھ مضامین اور تعزیتی شذروں اور خاکوں پر مشتمل ہے۔ بیشتر افراد کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے جیسے سید مودودیؒ' مسعود عالم ندوی' چودھری غلام محمد' جان محمد بھٹو' گلزار احمد مظاہری' خان سردار علی خاں وغیرہ۔ یہ سب (اور بہت سے دوسرے بھی) بقول جیلانی مرحوم : "فصل بہار تحریک اسلامی کے ابتدائی پھولوں میں سے تھے"۔ بعض عالم اسلام کی نامور شخصیات ہیں' جیسے : علامہ اقبال' مفتی اعظم امین الحسینی' شاہ فیصل شہید' اسماعیل راجی الفاروقی' سید قطب شہید' عبد القادر عودہ وغیرہ۔ بعض قومی اکابر کی صف میں آتے ہیں' جیسے : قائد اعظم' چودھری غلام عباس' چودھری محمد علی' میاں عبد الباری' فاطمہ جناح' آغا شورش کاشمیری وغیرہ۔ بعض تحریروں کی حیثیت مختصر صحافتی تعزیتی شذروں کی ہے' جن میں اعتراف عظمت ہے اور خراج عقیدت بھی ' مگر چند افراد کے خاکے جیلانی مرحوم نے بہت ڈوب کر لکھے (جیسے بارک اللہ خاں' خان سردار علی خان' صاحبزادہ صفی اللہ' مولانا گلزار احمد مظاہری' خواجہ محمد رفیق شہید ' ملک نصر اللہ خاں عزیز' جان محمد بھٹو)۔ یہ خاکے دلچسپ ہیں اور لکھنے والے کی درد مندی و دل سوزی اور ایک ادیب کی مخصوص رومانوی افتاد طبع کے عکاس ہیں۔ جیلانی مرحوم ادبیات شرق و غرب کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے' اور ان کی تحریروں کے پس پردہ اس کی واضح جھلک ملتی ہے۔ ان کی طبیعت کی رومانیت کبھی تو گردوپیش کے مناظر اور فطرت کے حسن و جمال کو سراہتی ہے اور کبھی وہ تحریک اسلامی کے ماضی اور بہار کے ابتدائی پھولوں کا قصہ چھیڑ دیتے ہیں۔ زیر نظر تحریروں میں آپ افسانے کا لطف بھی پائیں گے اور سفرنامے' انشائیے اور خود نوشت کی دل کشی بھی' حتیٰ کہ چند مقامات پر جاسوسی کہانی کا سا سسپنس بھی۔ ان کا استدلال ذہن کو اپیل کرتا ہے اور اسلوب تازہ در دل پر دستک دیتا ہے۔ ایسی دل کش اور خوب صورت نثر لکھنے والے خال خال ہیں۔ جن لوگوں نے جیلانی کی صحبت اٹھائی' وہ جانتے ہیں کہ مرحوم کی گفتگو سے ظرافت و مزاح کا بھرپور اظہار ہوتا تھا مگر ان مضامین میں وہ ایک منکسر المزاج' دل نواز دانش ور اور فلسفی ادیب کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں۔

ان خاکوں اور حاشیوں سے خود ان کا اپنا ایک خاکہ مرتب ہوتا ہے۔ بہار کے ابتدائی پھولوں کی خوشبو بانٹنے والا' خود بھی انھی پھولوں میں سے ایک تھا۔

معیار طباعت اچھا ہے' مگر افسوس ہے کہ کتاب کی تدوین خاطر خواہ طریقے سے نہیں کی گئی۔ کتاب بہر حال پڑھنے کے لائق ہے۔

(رفیع الدین ہاشمی)

سوویت یونین کا زوال : از عطاء الرحمن۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، مرکز ایف سیون، اسلام آباد۔ مجلد ۲۶۰ صفحات۔ قیمت ۹۰ روپے۔

زیر نظر کتاب، رواں صدی کے اوائل میں روس کے افق سے اٹھنے والے اس نظری سیاسی اور استعماری طوفان کا تذکرہ ہے، جس نے نصف صدی سے بھی کم عرصے میں، ایک منہ زور آندھی کی طرح دنیا کے ایک بڑے حصے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، مگر اگلے چند برسوں کے اندر یہ طوفان، ہوا کے بلبلوں کی طرح فنا کے گھاٹ اتر گیا۔ بقول پروفیسر خورشید احمد: مولف نے ذہن کشا، مدلل اور متوازن انداز سے حقائق کا معروضی مطالعہ پیش کیا ہے۔ مارکسی فکر کے بنیادی سر چشموں کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کے غیر فطری رویوں کو سادہ اور عام فہم دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مولف کو ماسکو اور وسطی ایشیا جانے کا موقع ملا، چناں چہ یہ کتاب ان کے مطالعے اور مہینہ بھر چشم دید مشاہدے پر مبنی ایک فکری سفر نامہ ہے۔ "سوویت یونین کا زوال" اس اعتبار سے ایک منفرد کتاب ہے کہ مولف نے اختصار اور جامعیت سے چوہتر سالہ ایمپائر کے خدوخال ابھارنے کے ساتھ ساتھ اس امراض کی فہرست بھی مرتب کر دی ہے۔ نیز اشتراکی ایمانیات، نظریہ قدر زائد، پرولتاری آمریت، اور جدلی مادیت کے فکری اور عملی دعووں کا تجزیہ بھی کیا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد نے کتاب کے دیباچے میں سوویت یونین کے زوال کے نتیجے میں پیدا ہونے والے انسانیت کے فکری، سماجی، معاشی اور سیاسی مستقبل سے متعلق فکر انگیز سوالات اٹھائے ہیں۔

کتاب کے آخر میں آج کی رشین فیڈریشن کے سامراجی دامن سے بہ امر مجبوری وابستہ چھوٹی چھوٹی خود مختار مسلم ریاستوں کے تازہ ترین احوال اور وہاں کی مسلم قومی اور اسلامی تحریکوں کے عزائم و آلام کی مختصراً تصویر کشی بھی کی گئی ہے۔ سماجی علوم اور اسلامی تاریخ کے شناوروں کے لیے یہ ایک مفید مطالعہ کتاب ہے۔ (سلیم منصور خالد)

وضاحت

۱۔ ترجمان القرآن میں ترجیحاً "دینی اور علمی کتابوں پر تبصرے شائع کیے جاتے ہیں۔

۲۔ تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں۔

۳۔ تبصرے کے لیے مطبوعات براہ راست: مدیر ترجمان القرآن منصورہ، لاہور ۵۴۵۷۰ کو بھیجی جائیں۔